تفسیر مظہری

تالیف

حضرت علامہ قاضی محمد ثناء اللہ عثمانی مجددی پانی پتی

تشریحی ترجمہ مع ضروری اضافات

مولانا سید عبدالدائم الجلالی

دار الاشاعت

تفسیر مظہری

جلد ہفتم

سورۂ اسرائیل سے سورۂ انبیاء تک
پارہ ۱۵ تا پارہ ۱۷ کا نصف رکوع ۷ تک

تالیف
حضرت علامہ قاضی محمد ثناء اللہ عثمانی مجددی پانی پتیؒ
تشریحی ترجمہ مع ضروری اضافات
مولانا سید عبد الدائم الجلالی
رفیق ندوۃ المصنفین

ناشر
دار الاشاعت
اردو بازار کراچی ۱
فون ۲۱۳۷۶۸

باہتمام : خلیل اشرف عثمانی دارالاشاعت کراچی

طباعت : ۱۹۹۹ء شکیل پریس کراچی۔

ضخامت : صفحات در ٦ جلد

……ملنے کے پتے……

بیت القرآن اردو بازار کراچی

بیت العلوم 26-نابھہ روڈ لاہور

کشمیر بک ڈپو۔ چیوٹ بازار فیصل آباد

کتب خانہ رشیدیہ۔ مدینہ مارکیٹ راجہ بازار راولپنڈی

یونیورسٹی بک ایجنسی خیبر بازار پشاور

ادارۃ المعارف جامعہ دارالعلوم کراچی

ادارۂ اسلامیات ۱۹۰۔ انار کلی لاہور

مکتبہ سید احمد شہیدؒ اردو بازار لاہور

مکتبہ امدادیہ ٹی بی ہسپتال روڈ ملتان

مکتبہ رحمانیہ ۱۸۔ اردو بازار لاہور

عطف کے کرتے ہیں اور آٹھویں عدد کو واو عطف سے شروع کرتے ہیں، ایک دو، تین، چار، پانچ، چھ، سات اور آٹھ، قرآن میں آیا ہے۔

اَلتَّائِبُوْنَ ۔ اَلْعَابِدُوْنَ ۔ اَلْحَامِدُوْنَ ۔ اَلسَّائِحُوْنَ ۔ اَلرَّاكِعُوْنَ ۔ اَلسَّاجِدُوْنَ ۔ اَلْاٰمِرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ النَّاهُوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ۔ ایک اور آیت میں آیا ہے۔

مُسْلِمَاتٍ ، مُؤْمِنَاتٍ، قَانِتَاتٍ، تَائِبَاتٍ ، عَابِدَاتٍ، سَائِحَاتٍ، ثَيِّبَاتٍ وَّ اَبْكَارًا ۔

قُلْ رَّبِّيْٓ اَعْلَمُ بِعِدَّتِهِمْ مَّا يَعْلَمُهُمْ اِلَّا قَلِيْلٌ ۟ آپ کہہ دیجئے کہ میرا رب ان کی (صحیح) تعداد سے بخوبی واقف ہے اور ان کو (یعنی صحیح گنتی ان لوگوں کی) صرف تھوڑے آدمی جانتے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ عیسائیوں میں سے تھوڑے آدمی ان کی صحیح تعداد سے واقف ہیں۔ سب لوگوں میں سے صرف تھوڑے آدمی یعنی مسلمان اصحاب کہف کی صحیح تعداد کو جانتے ہیں۔ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا، میں ان تھوڑے آدمیوں میں سے ہوں جو اصحاب کہف کی صحیح تعداد سے واقف ہیں وہ سات تھے، رواہ ابن جریر والفریابی وغیرہما۔ اسی طرح ابن ابی حاتم نے حضرت ابن مسعودؓ کا قول نقل کیا ہے کہ وہ سات تھے، آٹھواں کتا تھا۔

بیضاوی نے لکھا ہے کہ تعداد اصحاب کہف کے متعلق اللہ نے صرف تین اقوال بیان فرمائے، کوئی چوتھا قول نہیں نقل کیا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ کوئی چوتھا قول ہی نہ تھا پہلے دونوں قولوں کی رَجْمًا بِالْغَيْبِ کا لفظ کہہ کے تردید کر دی اور تیسرے قول کی تردید نہیں کی۔ معلوم ہوا کہ تیسرا قول ہی حق ہے۔

بغوی نے لکھا ہے کہ اصحاب کہف کے نام حضرت ابن عباسؓ کے قول میں اس طرح آئے ہیں، مکسلینا، تملیخا، مرطونس، سنونس، ساری نونس، ذونواس، کعسططیونس، یہ آخری شخص چرواہا تھا (جو اصحاب کہف کی جماعت میں شامل ہو گیا تھا) رواہ الطبرانی فی الاوسط باسناد صحیح۔ شیخ ابن حجر نے شرح بخاری میں لکھا ہے ان اسماء کے تلفظ میں بڑا اختلاف ہے، کوئی قابل اعتماد تلفظ نہیں۔

فَلَا تُمَارِ فِيْهِمْ اِلَّا مِرَآءً ظَاهِرًا ص سو آپ ان کے بارے میں بجز سرسری بحث کے زیادہ بحث نہ کیجئے۔

یعنی اصحاب کہف کی تعداد میں ان لوگوں سے آپ صرف سطحی اختلاف و مناظرہ کر سکتے ہیں کوئی گہرا اختلاف نہ کریں، زیادہ غور و خوض کرنے یا ان کو جاہل قرار دینے کی ضرورت نہیں اس سے کوئی فائدہ نہیں۔

وَّلَا تَسْتَفْتِ فِيْهِمْ مِّنْهُمْ اَحَدًا ۟ اور اصحاب کہف کے (حالات، تعداد یا قصہ کے) متعلق ان میں سے کسی سے تحصیل علم اور صحیح معلومات کے حصول کے لئے دریافت بھی نہ کریں۔ یعنی اللہ نے جو آپ کو بتا دیا ہے وہ کافی ہے ان کو اتنا بھی علم نہیں ہے پھر سوال بے سود ہے، اس کے علاوہ آپ کا مقصد سوال ان لوگوں کو لاجواب یا رسوا کر دینا بھی نہیں یہ مکارم اخلاق کے خلاف ہے، اس لئے ان سے دریافت ہی نہ کریں۔ ع ۱۵

ابن مردویہ نے حضرت ابن عباسؓ کے حوالہ سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کسی کام کے سلسلے میں پختہ وعدہ کیا تھا (مگر انشاء اللہ نہیں فرمایا تھا) چالیس دن گزر گئے (اور وہ کام نہ ہوا) اس پر آیت ذیل نازل ہوئی۔

وَلَا تَقُوْلَنَّ لِشَايْءٍ اِنِّيْ فَاعِلٌ ذٰلِكَ غَدًا ۟ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ ز

اور آپ کسی کام کی نسبت یوں نہ کہا کیجئے کہ میں اس کو کل کر دوں گا، مگر مشیت خدا کو ملا دیا کیجئے (یعنی انشاء اللہ ضرور کہہ دیا کیجئے)۔

ابن المنذر نے مجاہد کے حوالہ سے بیان کیا ہے کہ یہودیوں نے قریش سے کہا تھا ان سے روح اور اصحاب کہف اور ذوالقرنین کے متعلق سوال کرو۔ قریش نے حضور ﷺ سے یہ سوالات کئے۔ حضور ﷺ نے فرمایا، کل میرے پاس آنا میں بتا

دوں گا لیکن انشاء اللہ نہیں فرمایا، اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ کچھ اوپر دس روز تک کوئی وحی ہی نہیں آئی۔ آپ کو اس سے بڑی بے چینی ہو گئی ادھر قریش نے کہا تم جھوٹے ہو، اس موقع پر آیت مذکورہ نازل ہوئی۔ شروع سورت کی تشریح میں اس مضمون کی ابن جریر کی روایت کردہ تفصیل ہم لکھ چکے ہیں اور سورۂ بنی اسرائیل کی آیت وَيَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ کے ذیل میں یہ روایت ذکر کر دی گئی ہے۔

آیت مذکورہ میں انشاء اللہ کہے بغیر کسی آئندہ کام کو کرنے کے وعدہ کی ممانعت رسول اللہ ﷺ کی ادب آموزی کے لئے کی گئی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ کسی کام کو پختہ طور پر کرنے کا ارادہ ہو تو کبھی بھی مشیت الٰہی سے وابستہ کئے بغیر اس کام کو کرنے کا وعدہ نہ کرو۔

وَاذْكُرْ رَّبَّكَ إِذَا نَسِيْتَ اور جب آپ بھول جائیں تو اپنے رب کا ذکر کیا کیجئے۔ یعنی اگر انشاء اللہ کہنا بھول جاؤ تو تسبیح واستغفار کرو۔ اس جملہ میں انشاء اللہ کہنے کی مزید اہمیت ظاہر کی گئی ہے۔ یا یہ مطلب ہے کہ اللہ کے کسی حکم کی تعمیل تم بھول جاؤ تو اللہ کو اور اس کے عذاب کو یاد کرو تا کہ نسیان کی تلافی ہو جائے۔ یا یہ معنی ہے کہ اگر تم کسی بات کو بھول جاؤ تو اللہ کو یاد کرو، تا کہ اللہ تم کو وہ بات یاد دلا دے۔

عکرمہ نے کہا آیت کا مطلب یہ ہے کہ جس وقت تم کو غصہ آئے تو اللہ کو یاد کرو۔ وہب کا بیان ہے، انجیل میں آیا ہے، اے ابن آدم تجھے غصہ آئے تو مجھے یاد کر (غصہ ٹھنڈا پڑ جائے گا) جب مجھے غصہ آئے گا تو میں بھی تیری یاد کروں گا (اور تیری کمزوری پر رحم کروں گا)

ضحاک اور سدی کے نزدیک آیت مذکورہ کا حکم نماز سے تعلق رکھتا ہے (نماز میں کچھ بھول جاؤ تو اللہ کو یاد کرو یا یہ معنی کہ نماز پڑھنی بھول جاؤ تو جس وقت یاد آئے پڑھ لو) حضرت انسؓ راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اگر کوئی شخص نماز پڑھنی بھول جائے تو جس وقت یاد آجائے پڑھ لے۔ رواہ البغوی۔ امام بخاری، مسلم، امام احمد، ترمذی اور نسائی کی روایت میں حدیث ان الفاظ کے ساتھ آئی ہے۔ جو شخص نماز کو بھول جائے یا سو جائے (یا سوتا رہے) اور نماز نکل جائے تو اس کا اتار یہ ہے کہ جب یاد آئے فوراً پڑھ لے۔

حضرت ابو سعید خدریؓ راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جو شخص وتر کی طرف سے سو جائے یعنی سو جانے یا سوتا رہنے کی وجہ سے وتر نہ پڑھ سکے یا وتر پڑھنا بھول جائے تو جب یاد آئے پڑھ لے۔ رواہ احمد والحاکم وصححہ۔

حضرت ابن عباسؓ، مجاہد اور حسن نے کہا، آیت کا معنی یہ ہے کہ انشاء اللہ کہنا اگر بھول جاؤ تو جس وقت بھی یاد آئے انشاء اللہ کہہ لو۔ اسی تشریحی مطلب کی وجہ سے ان حضرات کے نزدیک آج کے کلام سے متعلق ایک سال بعد بھی انشاء اللہ کہنا درست ہے بشرطیکہ انشاء اللہ کہنے سے پہلے کلام کے خلاف کوئی حرکت نہ کی ہو۔ اس مطلب کی تائید ابن مردویہ کی اس روایت سے ہوتی ہے جس میں حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ اس آیت کے نزول کے بعد رسول اللہ ﷺ نے کچھ اوپر دس روز یا چالیس روز کے بعد انشاء اللہ کہہ لیا۔

جمہور فقہاء کا فتویٰ حضرت ابن عباسؓ کے قول کے خلاف ہے، فقہاء نے صراحت کی ہے کہ اگر کوئی غیر مستقل کلام ایسا ہو جس سے پہلے کلام کے حکم میں تبدیلی آ رہی ہو تو اس کو پہلے کلام کے بالکل متصل اور ساتھ ساتھ ہونا چاہئے۔ مثلاً اگر کلام کو کسی شرط کے ساتھ مشروط کرنا ہے یا کلام کو انشاء اللہ کے ساتھ مقید کرنا ہے، یا غایت زمانی و مکانی کو ظاہر کرنا ہے یا کسی مبدل منہ کے بعد بدل بعض کو بیان کرنا ہے تو شرط اور انشاء اللہ اور غایت اور بدل بعض پہلے کلام کے بعد متصلاً ذکر کرنا ضروری ہے اگر دیر کے بعد لگائی ہوئی شرط یا قید کو معتبر مانا جائے گا تو نہ کوئی اقرار صحیح ہوگا، نہ طلاق، نہ غلام کی آزادی۔ نہ صدق معلوم ہو گا نہ کذب (مثلاً زید نے اقرار کیا کہ عمر کا مجھ پر اتنا روپیہ قرض ہے اور کچہری سے نکلنے کے بعد اس نے کہا بشرطیکہ عمر مجھے فلاں چیز دے دے، یا زید نے بیوی کو طلاق دے دی، یا غلام کو آزاد کر دیا، اور دو گھنٹہ کے بعد کسی شرط کے ساتھ مشروط کر دیا، اسی طرح زید